ISSN: 2278-0718

امیر خسرو نمبر

اردو زبان و ادب کا پاسبان عالمی ریسرچ جرنل

سہ ماہی تزئینِ ادب

جنوری تا مارچ ۲۰۱۷ء

جلد نمبر ۶
شمارہ نمبر ۱

نمی دانم چہ منزل بود شب جائے کہ من بودم
بہر سو رقص بسمل بود شب جائے کہ من بودم
پری پیکر نگارے سرو قدے لالہ رخسارے
سراپا آفت دل بود شب جائے کہ من بودم
خدا خود میر مجلس بود اندر لامکاں خسرو
محمد شمع محفل بود شب جائیکہ من بودم
(امیر خسرو)

مدیر اعلیٰ: ڈاکٹر ساجد علی قادری

قیمت -/200

۲۶	کشمیری سماج کے نمائندہ شاعر......حضرت امیر خسرو	پروفیسر مجید بیدار، حیدر آباد	۱۲۶
۲۷	''خسرو اور انکے غیر معروف ہم عصر''	ڈاکٹر نصرت انصاری	۱۳۰
۲۸	امیر خسروؔ (ایک قادر الکلام شاعر)	ڈاکٹر رضیہ پروین	۱۳۶
۲۹	ہندوستان اور ہندوستانی مثنوی 'نہ سپہر' میں	ڈاکٹر نکہت فاطمہ،	۱۴۱
۳۰	امیر خسرو کا عربی کلام	ڈاکٹر محمد انظر ندوی	۱۴۹
۳۱	امیر خسرو۔ایک صوفی شاعر	ڈاکٹر محمد ادریس قاسمی ندوی	۱۶۰
۳۲	اردو شاعری کے بنیاد گزار، حضرت امیر خسروؒ	شیخ ھُما کوثر	۱۶۶
۳۳	غزلِ خسروانہ	ڈاکٹر مناف شیخ، جلگاؤں	۱۶۸
۳۴	امیر خسرو کی ہندی شاعری۔۔۔۔۔۔	ڈاکٹر ارشاد خان	۱۷۳
۳۵	امیر خسرو تاریخ کے آئینہ میں	ڈاکٹر محمد ضیاء الدین	۱۷۸
۳۶	امیر خسرو کی دلی	عمیر منظر	۱۸۳
۳۷	خسروئے باکمال	محمد آصف، امراوتی	۱۸۷
۳۸	کلام خسرو یا ضمیر کی رو	سید ریاست علی ریاستؔ، اکل کواں	۱۹۴
۳۹	حضرت امیر خسرو دہلوی۔۔۔۔ایک مختصر تعارف	رفیق قاضی (پونے)	۱۹۸
۴۰	دربار اکبری: ایک مطالعہ (تاریخی، تہذیبی اور سماجی پس منظر میں	محمد سلیمان حجام پٹیالہ	۲۰۳
۴۱	امیر خسرو اور حب الوطنی	ڈاکٹر صبیحہ سید، اینچل کرنجی۔	۲۱۴
۴۲	ہمیشہ تازہ وشیریں ہے نغمہ خسرو	ڈاکٹر غضنفر اقبال، گلبرگہ	۲۱۶
۴۳	امیر خسرو کے کلام میں صوفیانہ عناصر	نجیبہ اختر	۲۱۹
۴۴	آثارِ امیر خسرو، ایک اجمالی جائزہ	ڈاکٹر شاہینہ پروین صدیقی مالیگاؤں	۲۲۵
۴۵	نہ سپہر کی روشنی میں ہند کی رعنائیاں	سعدیہ سنبل	۲۳۱
۴۶	امیر خسروؔ اور قومی یک جہتی	ڈاکٹر حنا آفرین۔نئی دہلی۔۔	۲۳۸
۴۷	شمع سوزاں چشم حیراں	ڈاکٹر عشرت ناہید، لکھنؤ	۲۴۱
۴۸	حضرت امیر خسرو انفرادیت کے آئینہ خانے میں	حمزہ لون حارث، اندور	۲۴۶
۴۸	امیر خسرو کی ادبی خدمات	شاہدہ نواز، جموں یونیورسٹی	۲۵۲
۵۰	حضرت امیر خسرو دہلویؒ اور حضرت امیر حسن علاء سجزیؒ اپنی ملفوظات کے آئینے میں	ڈاکٹر صدیقی افروز خاتون، خلد آباد	۲۵۶
۵۱	اردو کے معمارِ اول۔۔۔امیر خسروؔ (خالق باری ایک عظیم کارنامہ)	ڈاکٹر ساجد علی قادری شیر پور	۲۶۱

Scanned with OKEN Scanner

"Tazeen-e-Adab" : Vol V, Issue No. 4-ISSN: 2278-0718

آثارامیر خسرو، ایک اجمالی جائزہ

ڈاکٹر شاہینہ پروین صدیقی، مالیگاؤں
sirfsiddiquie@gmail.com

بارہویں صدی عیسوی کا زمانہ اسلامی تہذیب وتمدن کے عروج کا زمانہ تھا۔ مسلمانوں کی سلطنت جنوبی ہند تک پہنچ چکی تھی۔ لیکن جلد ہی یہ مختلف بادشاہوں میں تقسیم ہوگئی۔ حکمراں ایک دوسرے کے مدمقابل آگئے اور ہر ایک کو اپنی سلطنت کی حفاظت کی فکر ہوگئی۔ اس کے لئے فوج کی ترقی بھی لازمی قرار پائی۔ فوجی ملازمت میں بعض علاقوں اور قوموں کے افراد کو خاص اہمیت حاصل تھی۔ ان میں ترک قوم کا شمار بھی تھا جسے بنو عباس کے زمانے سے اپنی دلیری اور شجاعت کی بناء پر امتیاز حاصل تھا۔ ترکوں کا ایک قبیلہ لاچین کے نام سے مشہور ہے۔ اِسی قبیلے میں ہندوستان کے عظیم المرتبت شاعر ابوالحسن یمین الدین امیر خسرو (۶۵۱ھ/ ۱۲۵۳ء/ تا ۷۲۵ھ/ ۱۳۲۵ء) پیدا ہوئے۔ ان کے والد سیف الدین محمود کا شمار بلخ کے امراء میں ہوتا تھا جو چنگیز خان کے فتنے کے سبب ہجرت کرکے ہندوستان آگئے تھے اور سلطان محمد تغلق کے دربار سے وابستہ ہوگئے۔ وہ ایک مہم میں دشمن فوج سے لڑتے ہوئے شہید ہوگئے۔ والد کے انتقال کے وقت امیر خسرو ۷ رسال کے تھے۔ والد کے انتقال کے بعد امیر خسرو اپنے نانا عماد الملک کی زیر سرپرستی تربیت حاصل کرتے رہے۔ انہوں نے اپنے تینوں نواسوں کو اعلیٰ تعلیم سے آراستہ کیا۔ امیر خسرو محض آٹھ سال کی عمر میں شاعری کرنے لگے۔ اِس تعلق سے وہ خود فرماتے ہیں... ''میری عمر اُس وقت ۷ سال کی تھی اور اِسی صغرسنی میں جبکہ دودھ کے دانت ٹوٹتے تھے، میرا کلام نمونہ درافشانی تھا...'' شاید انہوں نے اِسی لئے اپنے پہلے مجموعہ کلام کا نام ''تحفۃ الصِغر'' رکھا۔

نانا جان کے بعد امیر خسرو پر جن شخصیتوں نے گہرا اثر ڈالا، ان میں اُن کی والدہ اور ان کے پیرومرشد حضرت خواجہ نظام الدین چشتیؒ کا خصوصی درجہ ہے۔ جب خسرو کی عمر ۱۸ سال تھی، ان کے نانا انتقال کرگئے۔ اِس سبب سے خسرو پریشان حال اور افسردہ رہنے لگے۔ لوگوں نے بادشاہِ وقت کے دربار کی ملازمت کا مشورہ دیا۔ امیر خسرو کو یہ بات پسند آئی اور انہوں نے ملِک چھجو کے دربار میں ملازمت اختیار کرلی۔ ملِک چھجو کی سخاوت عام تھی اور وہ شاعروں پر بھی بڑا مہربان تھا۔ خسرو نے اس کی مدح میں قصیدے لکھے۔ نمونہ حاضر ہے ؎

بود پنہاں آفتاب آں دم کہ صبح همدمی با بادِ عنبر بو نمود
صبح را گفتم کہ خورشید ت کجاست آسماں روئے ملِک چھجو نمود

ملِک چھجو سلطان بلبن کا بھتیجا تھا۔ ایک مرتبہ سلطان بلبن کا بیٹا بغرا خان ملِک چھجو کے دربار میں آیا ہوا تھا۔ اس نے خسرو کا کلام سنا اور بے حد پسند کیا اور انہیں اپنے دربار میں لانے کی خواہش کا اظہار کیا۔ اگرچہ ملِک چھجو کو گراں گذرا مگر بہرحال امیر خسرو بغرا خان کے ساتھ چلے گئے۔ اس نے خسرو کو بڑی عزت دی۔

بغرا خان کے بنگال چلے جانے کے بعد بلبن کے بڑے بیٹے شہزادہ سلطان الملک محمد خان نے انہیں ملتان آنے کی دعوت دی جہاں خسرو بڑے بڑے علماء کے ساتھ تقریباً ۴ سال تک رہے۔ ملک محمد خان شہید ہوگیا اور منگولوں نے خسرو کو گرفتار کرلیا۔ ۲ سال ان کی قید

میں رہے۔انہوں نے منگولوں کے بار بار حملے کے پریشان کن حالات وواقعات کو اپنی شاعری میں بیان کیا۔ملتان کے قیام کے دوران ہی انہوں نے اپنا مشہور...''من کنت مولا فعلی مولا''...لکھا۔اِس صوفیانہ کلام کو آج بھی لوگ دلچسپی سے گنگناتے ہیں۔سلطان ملک محمد کی شہادت پر خسرو نے نہایت پراثر مرثیہ لکھ کر دلی بھیجا۔مہینوں تک لوگ اِن اشعار کو پڑھتے اور نوحہ کرتے تھے ؎

واقعہ است این یا بلا از آسمان آمد پدید
آفت است این یا قیامت در جہان آمد پدید

راہ در بنیادِ عالم داد سیلِ فتنہ زا
رخنہ کا مسال در ہندوستان آمد پدید

مجلسِ یاران پریشان شد چو برگ گل زباد
برگ ریزی گوی اندر بوستان آمد پدید

خسرو کی معجز بیانی کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہوسکتا ہے کہ جب یہ مرثیہ سلطان بلبن کے دربار میں پڑھا گیا تو سن کر لوگوں کے ہوش اُڑ گئے۔ سلطان بلبن تو اس قدر رویا کہ بخار آگیا اور بالآخر اِسی صدمے میں انتقال کرگیا۔بعدازاں بغرا خان کا بیٹا کیقباد تخت نشین ہوا جس نے خسرو کی سرپرستی میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔کیقباد کے بعد سلطان جلال الدین خلجی نے خسرو کو اپنا خاص مشیر بنالیا اور امیر کا خطاب دے کر اپنے ندیموں میں شامل کرلیا۔اِسے علاؤالدین خلجی نے مار کر تخت پر قبضہ کرلیا۔اِس کا عہد خسرو کے لئے انتہائی عروج کا زمانہ تھا۔ان کی زیادہ تر تصانیف اِسی زمانے میں مکمل ہوئیں۔

یہیں سے امیر خسرو کی شاعری میں ایک نیا موڑ آتا ہے۔خسرو کو حضرت نظام الدین اولیاء سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا، انہوں نے دوبارہ بیعت لی خواجہ صاحب کی صحبت،شاگردی،مریدی،اور فیض کا یہ اثر تھا کہ ان کے کلام میں شیرینی آگئی۔ساتھ ساتھ سوز و گداز،پختگی،دلفریبی،متانت اور جاذبیت پیدا ہوگئی۔حضرات خواجہ اکثر فرماتے...''اللہ تعالیٰ روزِ قیامت پوچھے گا کہ کیا لائے تو میں کہوں گا۔خسرو کا سوزِ سینہ...''

اِسی دوران انہیں والدۂ محترمہ اور چھوٹے بھائی کے انتقال کا صدمہ برداشت کرنا پڑا۔اِس مایوسی کی حالت میں ہی علاؤالدین کا وقت بھی قریب آگیا۔جب مبارک شاہ نے قطب الدین کا لقب اختیار کرکے تخت سنبھالا،امیر خسرو اس کے مقرب خاص بن گئے۔وہ بھی خسرو پر بڑا مہربان تھا۔اِسی کی ایماء پر انہوں نے ''نُہ سپہر''لکھی جس میں تمام موضوعات کو بیان کیا ہے۔

بعدازاں امیر خسرو غیاث الدین تغلق کے دربار میں بطورِ مصاحب نظر آتے ہیں۔امیر خسرو نے اس طرح سات بادشاہوں کی ملازمت کی اور گیارہ بادشاہوں کا زمانہ دیکھا۔ایک مہم سے جب امیر خسرو واپس آئے تو انہیں اپنے پیرومرشد حضرت نظام الدین اولیاء کے وصال کی خبر ملی۔اس قدر صدمے سے دوچار ہوئے کہ منہ پر کالک مل کر قبر کی زیارت کی اور قبر پر چہرہ رگڑتے ہوئے بے ہوش ہوگئے۔وہیں آپ نے یہ مشہور دوہا پڑھا ؎

گوری سوئے سیج پر مکھ پر ڈارے کیس
چل خسرو گھر آپنے رین بھئی سب دیس

اس کے کچھ مہینوں کے بعد انہوں نے بھی اپنی جان جان آفرین کے سپرد کردی۔

اِس تمہید کے بعد ضروری معلوم ہوتا ہے کہ امیر خسرو کی شاعرانہ خصوصیات کا ایک جائزہ لیا جائے لیکن طوالت کے مدنظر،عنوان کے مطابق ان کی تصنیفات کے جائزہ کا آغاز کیا جارہا ہے۔

Scanned with OKEN Scanner

مولانا جامی نے نفحات الانس میں لکھا ہے کہ امیر خسرو نے ۹۲ کتابیں تصنیف کیں۔ یہ بھی مشہور ہے کہ امیر خسرو نے خود تصریح کی ہے کہ میرے اشعار کی تعداد پانچ لاکھ سے کم اور چار لاکھ سے زیادہ ہے۔ اوحدی نے عرفات میں لکھا ہے کہ امیر کا کلام جس قدر فارسی میں ہے اس سے زیادہ ہندی میں موجود ہے۔ بہرحال جتنی تصانیف کا تذکرہ کتابوں میں دستیاب ہوسکا ان کا اجمالی جائزہ پیش ہے۔

امیر خسرو کے پانچ دیوان ہیں۔(۱) تحفۃ الصغر (۲) وسط الحیات (۳) غرۃ الکمال (۴) نہایۃ الکمال (۵) بقیۂ نقیہ

(۱) تحفۃ الصغر: اِس دیوان سے ان کے حالات اور شوق شاعری دونوں کا علم ہوتا ہے۔ لڑکپن ہی سے خسرو آسانی سے شعر موزوں کر لیتے تھے کہ سننے والے مبہوت رہ جاتے تھے۔ انہوں نے قاضی اسد الدین کو اپنا استاد بنایا۔ ایک مرتبہ وہ امیر خسرو کے ہمراہ اپنے وقت کے عالم و فاضل خواجہ عزالدین کے گھر گئے۔ خواجہ صاحب نے چار متفرق الفاظ دے کر فی البدیہہ رباعی کہنے کو کہا۔ وہ الفاظ یہ تھے۔ مو۔ بیضہ۔ زیرا۔ خربزہ۔ امیر خسرو نے اسی وقت یہ رباعی کہہ کر سب کو انگشت بدنداں کر دیا۔

ہر موی کہ در دو زلف آن صنم است	صد بیضۂ عنبرین بر آن موی ضم است
چون تیر مدان راست دلش رازیرا	چون خربزہ دندانش میانِ شکم است

خواجہ صاحب نے خسرو کو ''سلطانی'' تخلص دیا تھا، چنانچہ ان کے پہلے دیوان تحفۃ الصغر میں یہی تخلص موجود ہے جسے بعد میں تبدیل کر کے انہوں نے خسرو کر دیا۔

اِس دیوان کے دیباچہ میں خود ہی لکھتے ہیں کہ یہ میرا پہلا دیوان ہے جس میں ۱۶ / برس سے ۱۹ / برس تک کا کلام ہے۔'' جہانِ خسرو'' مرتبہ فاروق ارگلی میں شامل پروفیسر وحید مرزا کا مضمون تحفۃ الصغر (ص ۳۹۲) میں لکھا ہے۔'' یہ دیوان خسرو نے تقریباً ۱۶۷۱ء میں مرتب کیا تھا۔'' یہ صریحی غلطی ہے، کیونکہ ۱۳۲۵ء میں تو خسرو کا انتقال ہو گیا تھا۔ دوسرے ذرائع سے پتہ چلتا ہے کہ اس کی اشاعت ۶۷۱ھ میں ہوئی ہوگی۔ اِس دیوان میں ہمارا نو مشق شاعر اپنی شاعری میں خاقانی، انوری اور سنائی کے نقشِ قدم پر دکھائی دیتا ہے۔ اِس دیوان میں کل پینتیس قصیدے، پانچ ترجیع بند اور ترکیب بند، متعدد چھوٹے بڑے قطعات اور ایک مختصر مثنوی ہے۔ وہ شوخیِ تحریر، سلاست اور روانی اور خوبیِ اسلوب جو اس دیوان کے قصیدوں میں ہے بڑے بڑے کہنہ مشق شاعروں کے کلام میں بھی مفقود ہے۔

(۲) وسط الحیات: یہ خسرو کا دوسرا دیوان ہے۔ ۶۸۴ھ میں تالیف ہوا۔ اِس میں خسرو کی بیس برس سے ۳۴ / برس کی عمر کا کلام شامل ہے۔ اِس میں کل ۵۸ قصیدے، ۸ ترجیع بند اور متعدد قطعات و رباعیات شامل ہیں۔ اِس میں اشعار کی کل تعداد 8441 ہے۔ اِس دیوان میں بھی بہت سے قصائد میں خاقانی کی پیروی کی گئی ہے۔ اِسی طرح کمال اصفہانی کے مخصوص انداز میں بھی انہوں نے طبع آزمائی کی ہے۔ اِس دیوان میں بعض نئی صنعتوں کے نمونے ملتے ہیں۔

(۳) غرۃ الکمال: اس دیوان کے دیباچے میں امیر خسرو رقم طراز ہیں... ''۵۸۶ھ سے لے کر جب میرا سن ۳۴ سال کا تھا ۶۹۳ھ تک جبکہ میں ۴۳ سال کا ہوں، جو نظمیں بھی کاتبوں نے جمع کیں وہ سب اس مجلہ میں درج ہیں اور اس کے بعد جو کچھ جمع ہوگا اس میں شامل کیا جائے گا...'' اس کا دیباچہ بہت مفصل ہے کیونکہ اس میں شاعر نے اپنی مختصر سوانح حیات پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ اس کے علاوہ دیگر چیزوں پر بھی روشنی پڑتی ہے مثلاً شاعری کی خوبیاں کیا ہیں، فارسی شاعری کو کس بناء پر عربی شاعری پر ترجیح دی جاسکتی ہے، شعر کی اقسام کیا ہیں،

ہندوستان کی فارسی شاعری کو کیوں امتیاز حاصل ہے، شاعری میں مہارت کن طریقوں سے پیدا کی جاسکتی ہے وغیرہ۔ یہ خسرو کا سب سے ضخیم دیوان ہے جس میں کلام کے بہترین نمونے شامل ہیں۔ خسرو کے مشہور قصائد مثلاً جنات النجات، مراۃ الصفا، دریائے ابرار وغیرہ اسی دیوان میں شامل ہیں۔ قصائد کی تعداد نوے ۹۰ سے تجاوز کرگئی ہیں۔ اِس میں خسرو نے غزلیں بھی لکھی ہیں۔

(۴) نہایۃ الکمال: یہ دیوان خسرو نے سلطان غیاث الدین تغلق کے انتقال اور محمد تغلق کی تخت نشینی کے بعد یعنی اپنے انتقال سے کچھ عرصہ پہلے ہی اپنے بھائی علاؤالدین علی خطاط کے اصرار پر مرتب کیا تھا۔ اس میں ۶۸۵ ھ سے ۶۹۵ ھ تک کا کلام ہے۔ یہ دیوان نادر ہے اور اب تک اس کے بہت کم نسخوں کا پتہ چل سکا ہے۔ برٹش میوزیم کے نسخے میں بائیس قصیدے، پانچ ترجیعات، پانچ چھوٹی چھوٹی مثنویاں، متعدد قطعات، غزلیں اور رباعیات ہیں۔ قصائد میں مدح اور نعت، حضرت نظام الدین اولیاء کی توصیف، غیاث الدین تغلق اور اس کے بیٹوں کی مدح ہے۔

(۵) بقیۃ نقیہ: ۷۱۲ ھ میں مرتب ہوا۔ اگرچہ ضخامت میں یہ دیوان غرۃ الکمال سے بہت چھوٹا ہے تاہم اس لحاظ سے اہمیت رکھتا ہے کہ خسرو کے پختہ کلام کے بعض نادر نمونے اس میں موجود ہیں۔ انہوں نے اس دیوان میں اپنی شعر گوئی پر فخر کا اظہار بھی کیا ہے۔ وہ عمر کے اس حصے میں تھے جب انسان پر بڑھاپے کے آثار طاری ہونے لگتے ہیں، اس کے برخلاف امیر خسرو کا یہ حال تھا کہ (انہیں کی زبانی سنئے)...

ترجمہ ''... بتیس سال کی عمر میں ایک رباعی کہنے کے بعد مجھے غور اور تامل کی ضرورت ہوتی تھی اور پھر دوسری رباعی کہہ سکتا تھا لیکن اب جبکہ میرا سِن چونسٹھ کا ہو چکا ہے اور میرے دندان گرنے کے قریب ہیں میرا نطق مجھ سے کہتا ہے کہ یہی وہ خاص وقت ہے جب میرے منہ سے شعر کے موتی جھڑنے چاہئیں۔ میں اپنے منہ کو جتنا بند کرتا ہوں اتنی ہی کثرت سے یہ موتی نکلے چلے آتے ہیں...'' (دیباچہ بقیۃ نقیہ)

خسرو کے اپنے بیان کے مطابق اس دیوان میں ترسٹھ قصیدے، چھ ترجیعات، ۱۶۵ بیت مثنوی کے، دوسو قطعات، پانچ سو ستر غزلیں اور ۳۶۰ رباعیات ہیں۔

مندرجہ؟ بالا دواوین کے علاوہ خسرو؟ کی پانچ شاہکار مثنویاں مشہور ہیں۔

(۱) قران السعدین (۲) دول رانی خضر خان (۳) مفتاح الفتوح (۴) نہ سپہر (۵) تغلق نامہ

قران السعدین ۶۸۸ ھ میں تالیف ہوئی جب خسرو ۳۶/ برس کے تھے۔ اس میں کیقباد اور بغرا خان کے مراسلات اور صلح و ملاقات کا حال بیان کیا ہے۔ اس میں امیر خسرو نے دلّی شہر، دلی کی عمارتیں، ہند کے موسم، پھلوں، پھولوں، جانوروں اور رنگوں کے علاوہ اس زمانے کے شاہی تکلفات کا ذکر بڑے دلکش انداز میں کیا ہے۔

''دول رانی خضر خان'' ایک بلند پایہ عشقیہ مثنوی ہے۔ رجب ۷۱۵ ھ میں خضر خان کی فرمائش پر خسرو نے ان کی یہ عشقیہ داستان نظم کی۔ اس کا انجام بڑا پُر درد ہے۔ کل اشعار کی تعداد ۴۵۱۹ ہے۔

تیسری مثنوی مفتاح الفتوح جمادی الثانی ۶۹۰ ھ میں مکمل ہوئی۔ یہ مثنوی جلال الدین فیروز خلجی کے عہد میں لکھی گئی۔ یہ ایک تاریخی مثنوی ہے جس میں جلال الدین کی فتوحات کا ذکر ہے۔ یہ مثنوی خسرو کے شاعرانہ کمال، فصاحت اور بلاغت کا بہترین نمونہ ہے۔

مثنوی ''نہ سپہر'' کا دوسرا نام سلطان نامہ بھی ہے۔ یہ قطب الدین مبارک شاہ کی ایماء پر ۷۱۸ ھ میں تحریر کی گئی۔ فارسی ادب

Scanned with OKEN Scanner

میں اِس مثنوی کی نظیر نہیں ملتی۔اس میں موجود علم وفضل کے کمالات، نجوم و ہیئت کے تجربے، فطری، فکری اور رواں انداز بیان نے خسرو کو جاودانی بخشی ہے۔

''تغلق نامہ'' غیاث الدین تغلق اوّل کی فرمائش پر ۷۲۵ھ میں تصنیف کی۔ یہ تاریخی مثنوی ہے جسے انہوں نے چشم دید حالات و واقعات کی بناء پر تحریر کیا ہے۔

خسرو کے شعری وادبی کارناموں میں ایک اور اہم کارنامہ پنج گنج خمسۂ خسرو ہے۔ یہ بھی پانچ مثنویاں ہیں جو نظامی گنجوی کی پانچ مثنویوں کے جواب میں تحریر کی گئی تھیں۔نظامی اور خسرو کی مثنویاں حسب ذیل ہیں۔

خمسۂ نظامی	خمسۂ خسرو	
۱) مخزن الاسرار	مطلع الانوار	۶۹۸ھ
۲) خسرو شیریں	شیریں خسرو	۶۹۸ھ
۳) لیلیٰ مجنوں	مجنوں لیلیٰ	۶۹۸ھ
۴) سکندر نامہ	آئینۂ سکندری	۶۹۹ھ
۵) ہفت پیکر	ہشت بہشت	۷۰۱ھ

مندرجہ بالا پانچوں مثنویوں میں سب سے زیادہ شہرت ومقبولیت عام خسرو کی پہلی مثنوی ''مطلع الانوار'' کو حاصل ہوئی۔اِس میں خسرو نے شریعت وطریقت، اخلاق وتصوف اور حقیقت کے بے شمار ہیرے جڑے ہیں۔صرف ۱۴ر دنوں کی قلیل مدت میں انہوں نے اپنے کمالاتِ فن کو مثنوی میں سمودیا ہے۔اختتام پر فرماتے ہیں ؎

شکر خدارا کہ بفضلِ خدائے گشت مزین چو بہشت این سرائے

خسرو پرویز بن ہرمزد بن نوشیرواں جو اپنے باپ کے قتل کے بعد تخت نشین ہوا، ''شیریں خسرو'' میں اُس کا شیریں کا اور فرہاد کا ایک مثلثی قصہ اور لافانی محبت کی ایک عجیب داستان بیاں ہوئی ہے۔ یہ مثنوی بزمیہ، رزمیہ، اخلاقی، جذباتی اور فلسفیانہ شاعری کا مجموعہ ہے۔

''مجنوں لیلیٰ'' کی حکایت کا تعلق عرب سے ہے۔خسرو نے مجنوں اور لیلیٰ کے قصے کو نہایت شیریں بیانی اور لطف اندوزی کے ساتھ بیان کیا ہے۔

چوتھی مثنوی ''آئینۂ سکندری'' کی ترتیب میں حمد، نعت، معراج، مدحِ بادشاہ، رزم، بزم، مناظر قدرت، اخلاق ونصائح، تصوف و فلسفہ اور متفرقات شامل ہیں۔

''ہشت بہشت'' میں بہرام گور شاہ ایران کی عیش پرستی کا بیان نظم کیا ہے۔ بہرام گور اور ہندوستانی معشوقہ کا بیان، گورخر کے شکار کا بیان، نہات برجستہ، رواں اور لطف اندوزی کے ساتھ کیا ہے۔ زبان نہایت سادہ اور سلیس ہے۔ ہر داستان کے اخیر میں ایک رنگ کی تعریف کی ہے۔ جیسے :

Scanned with OKEN Scanner